تصوف اور کارکنان تحریکاتِ اسلامی

ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری

تحریک اسلامی کا کارکن جس دعوت کو لے کر اٹھتا ہے وہ بنیادی طور پر ایک روحانی اور دینی دعوت ہے۔اس تحریک کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ دعوت دینے والوں اور دعوت قبول کرنے والوں کے حالات، میلانات اور قلبی کیفیات تبدیل ہوجائیں۔تحریک اسلامی کا دنیاوی مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بہتر سے بہتر مسلمان بنانا ہے۔تحریک اسلامی کی دنیاوی کامیابی کو ناپنا ہوتو یہ دیکھیئے کہ اس تحریک کے نتیجہ میں کتنے لوگ کتنے پختہ اور کتنے مخلص مسلمان ہوئے ہیں۔سرکار دوعالم کے سیدالانبیاء ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ حشر میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دیگر تمام انبیاء کی امتوں پر عددی فوقیت حاصل ہوگی اور جنت میں بھی سب سے زیادہ اسی امت کے افراد جائیں گے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کا اسلام قبول کرنا کس قدر مرغوب تھا مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

''آپ نے خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ کو ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت نصیب ہوجائے تو یہ سو سرخ اونٹوں کے حصول سے بہتر ہے۔''

نیز سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو لوگوں کا اسلام لانا کس قدر مطلوب تھا۔حج کے موسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قبیلے کے خیمے میں جاتے اور جو سنتا اسے بھی دعوت دیتے اور اور جو نہ سنتا اسے بھی دعوت دیتے اور روایت میں ہے کہ ایک ایک فرد کے پاس آپ دن میں کئی کئی بار دعوت دینے کے لیے جاتے۔خود آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ مجھے دعوت کی پاداش میں اتنا ستایا گیا کہ کسی نبی کو اس قدر نہیں ستایا گیا لیکن یہ آزمائش ایک ایک فرد تک پیغام حق پہچانے کے جذبہ کو سرد نہ کرسکی۔سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سارا دن لوگوں کو دعوت حق دیتے رہتے اور جب شام کو گھر میں داخل ہوتے تو خبر ملتی کہ کوئی نیا قافلہ آیا ہے۔تو فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور رو کتے نہ رکتے۔

واضح ہو کہ اصلاح معاشرہ اور قیام ریاست خود مطلوب نہیں بلکہ محض تطہیر قلب کا ذریعہ ہے۔تطہیر قلوب اور حصول رضائے الٰہی لازم وملزوم ہیں۔یہ ناممکن ہے کہ نفوس پاکیزہ ہوئے جائیں اور رضائے الٰہی کا حصول نہ ہو۔معاشرہ اور تعمیر ریاست قلب کے ہم معنی تصور کرتے ہیں۔ہر تاریخی دور میں اسلام اتنا ہی غالب ہوتا ہے جتنی عقیدہ اور حال کی درستگی عام ہوتی ہے۔اسلامی ریاست کا کام یا اس کے اثر اور حدود میں توسیع قلوب کا ہم معنی ہے قیام واستحکام ریاست کا ہم معنی نہیں۔

تطہیر قلوب کا اسلامی طریقہ تصوف ہے۔تطہیر قلوب کے اسی طریقے (یعنی تصوف) پر امت کا اجماع ہے۔تصوف کا تربیتی نظام قلوب کو شہوت اور غضب سے پاک کر کے ان کو عشق الٰہی سے معمور کر دیتا ہے۔طاہر قلوب ایسے شفاف آئینہ کے مانند ہوجاتے ہیں جنہیں انوار الٰہی منعکس ہوتے ہیں۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مؤمن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' (مسند احمد)۔وہ قلب جو غضب اور شہوت کے جذبات سے پاک اور انوار الٰہی سے معمور ہو اس قابل ہوجاتا ہے کہ حقیقت کا ادراک کرسکے اسی کو Objectivity (چیزوں کو جیسی کہ وہ ہیں اس طرح دیکھنا) کہتے ہیں۔اسی لیے اسلام نے عقلیت قلبی کی فوقیت کو تسلیم کیا ہے۔Objectivity (چیزوں کو اس طرح دیکھنا جس طرح کے وہ ہیں) عقلیت قلبی کے فروغ سے حاصل ہوتی ہے، عقلیت دماغی کے فروغ سے حاصل نہیں ہوتی۔جس کا قلب طاہر نہیں وہ حقیقت کا شناسا نہیں ہوسکتا اور اس کا غضب اور اس کی شہوت (یعنی اس کی خود پرستی) اس کے احساس پر غالب ہوتی ہے۔چونکہ ایسے شخص کا حال درست نہیں لہٰذا وہ کائنات میں اپنے مقام (یعنی عبدیت) سے نہ آگاہ ہوسکتا ہے نہ مطمئن ہوسکتا ہے، ایسا شخص حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی کائنات خود تخلیق کرنا چاہتا ہے۔ایک ایسی کائنات جو اس کی خودی (شہوت اور غضب) کا مکمل اظہار ممکن بنا سکے۔خود اظہاری (Self-expression) کی اسی جستجو کو (Subjectivity) (چیزوں کو اپنی ذات کی عینک سے دیکھنا) کہتے ہیں۔خود اظہاری یا نفس پرستی کی یہ جستجو قلب اور حقیقت کے درمیان ایسے تاریک پردے ڈال دیتی ہے کہ انسان کو کائنات کی ہر شے میں اپنی ذات اور اپنی خواہشات کا پرتو نظر آتا ہے۔

حقیقت الٰہی کا ادراک صرف ان قلوب کے لیے ممکن ہے جو عشق سے سرشار اور شہوت اور غضب سے پاک ہوں۔عشق عبادت اور خود فراموشی کو ممکن بناتا ہے۔عشق مؤمن کا دائمی حال اور دعوت اسلامی کا اساسی جذبہ ہے۔خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دعوت انہی کو دی جن سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے تھے (حضرت خدیجہ طاہرہ، حضرت صدیق

لوگ میری پیروی کریں وہی میرے ہیں، پس ان کے لیے تو میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ تو ان کو بخش دے) اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بھی نقل فرمایا جو قرآن میں ہے (اے اللہ! اگر آپ میری امت کے ان لوگوں کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں) یہ دونوں آیتیں تلاوت فرما کر آپ نے اپنی امت کو یاد فرمایا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ! میری امت میری امت اور آپ اس دعا میں روئے......تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ اور ان کو ہماری طرف سے کہو، تمہاری امت کے بارے میں ہم تمہیں راضی اور خوش کر دیں گے اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہ کریں گے۔

واضح ہو کہ تحریک اسلامی کا کارکن اصلاً اور فطرتاً ایک عاشق ہوتا ہے۔ اسے اللہ سے محبت ہوتی ہے اسے عبادت کہتے ہیں اسے اللہ کے بندوں سے محبت ہوتی ہے اور اسے رفاقت کہتے ہیں (یہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا ارشاد ہے) تحریک اسلامی کا کارکن عشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر ہی دعوت کے میدان میں اترتا ہے۔ اس کو اپنے رفیقوں کی فلاح اور اخروی کامیابی کی تمنا ہوتی ہے۔ وہ ان کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اس کی یہی وارفتگی اور خود فراموشی دعوت کے مخاطب کا حال بدل دیتی ہے۔ وہ تحریک اسلامی کے کارکن کو اپنا محبّ، محسن اور اپنا اتنا بڑا بہی خواہ سمجھنے لگتا ہے کہ اپنا سب کچھ اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ یاد رکھو دعوت اسلامی اگر پنپ سکتی ہے تو صرف محبت ہی کی بنیاد پر پنپ سکتی ہے خود غرضی اور حسد کی بنیاد پر کبھی نہیں پنپ سکتی۔ خود غرضی اور حسد کو بنیاد بنا کر غیر کو اپنایا نہیں جاتا بلکہ اسے تباہ و برباد کیا جاتا ہے۔ یاد رکھو تمام اسلامی تحاریک غیر کو فنا کرنے کی تحاریک ہیں (مثلاً لبرلزم، قوم پرستی، اشتراکیت وغیرہ۔ ان کی دعوت خود غرضی اور نفس پرستی کی دعوت ہے وہ شہوت اور غضب کو فروغ دیتی ہیں)۔

لبرلزم فرد کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی انفرادی آزادی کے حصول اور توسیع کو ہر چیز پر مقدم رکھے۔ آزادی سے مراد یہ ہے کہ فرد وسیع سے وسیع تر احاطہ میں اپنی ربوبیت کو قائم کرنے کا مکلّف ہو۔ وہ جو چاہے حاصل کر سکے۔ کسی غیر کو اس کی خواہش کی تحدید کا حق نہیں ہے۔ آزادی کا پرستار خود غرضی کے حصار سے کبھی نہیں نکل سکتا۔ اس کی زندگی کا مقصد لذات کی تسکین کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ فطرتاً شہوت سے مغلوب ہوتا ہے۔ قوم پرستی اور اشتراکیت انسانی گروہ کی خدائی کے قیام و استحکام کے دلدادہ ہیں۔ ایک قوم پرست اپنی ذاتی شخصیت اپنے قومی تشخص میں سمو دیتا ہے۔ ایک مہاجر مہاجر قوم کی پرستش کرتا ہے۔ مہاجر قوم کو دیگر تمام قوموں پر فوقیت دیتا ہے اور یہی اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بن جاتا ہے۔ وہ دیگر قوموں کو مہاجر قوم کا حریف سمجھتا ہے۔ اور ان سے سب کچھ چھین لینا چاہتا ہے۔ ایک قوم پرست کے قلب پر غضب کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ یہی اس کی Subjectification ہے۔ وہ غضب کو فروغ دے کر اپنی قوم کی پرستش کرتا ہے۔

شہوت اور غضب ظلمات ہیں۔ محبت نور ہے۔ تحریکاتِ اسلامی کے کارکن کا قلب ظلمات سے پاک اور نور سے معمور ہوتا ہے۔ یہی بے غرضی، یہی عبدیت، یہی نور اس کو عوام میں ممیّز اور ممتاز بناتا ہے۔ تحریک اسلامی کے کارکن کی چار امتیازی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر وہ عوام کے لیے سرچشمہ ہدایت ہوتا ہے۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ تحریک اسلامی کا کارکن فقیر ہوتا ہے۔ فقیر کی تعریف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ یوں فرماتے ہیں ''حتی الامکان دنیا و مافیہا سے دل نہ لگاوے اور کسی وقت فکر آخرت سے غافل نہ ہو۔ ہمیشہ اس حال میں ہو کہ اگر اس وقت پیغام اجل آجائے تو اس کے لیے تیار ہو اور ہر وقت یہ سمجھے کہ یہ سانس شاید آخری سانس ہے۔ دن کے گناہوں سے قبل رات کے اور رات کے گناہوں سے قبل دن کے گناہوں پر استغفار کرتا رہے اور حتی الوسع حقوق العباد سے سبکدوش رہے''۔

غور کرو حضرت کے ارشاد کے مطابق فقیر وہ ہے جو دنیا سے بے نیاز ہے کوئی کام اپنی غرض کے مطیع ہو کر نہیں کرتا۔ حضور رسالت مآب نے فرمایا ''ہر وہ شخص جو مخلوق پر انحصار کرنا چھوڑ دے اور خالق کو اپنا آپ سپرد کر دے اللہ اس کو غیب سے رزق اور اعانت بخشتا ہے۔'' سرکار نے تصدیق میں یہ حدیث قدسی ارشاد فرمائی۔

''بہترین عبادات فرض عبادات ہیں اور بندہ میرا قرب نوافل کے ذریعے حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ جب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں اور جب وہ پناہ مانگتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔''

اس کو اللہ کے نور سے دیکھنا کہتے ہیں۔ یہی Objectivity ہے۔ اس Objectivity کو امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب الروح میں یوں بیان فرماتے ہیں ''ولی کا دل ایسا شفاف آئینہ بن جاتا ہے کہ اشیاء حقیقت کو منعکس کر سکے۔ چونکہ وہ خدا کے نور

عظمت کوتسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔یہی روحانی برتری معاشرتی برتری کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔تحریک اسلامی کا کارکن باطن کی تعلیم وتربیت کا طریقہ جانتا ہے۔ابنائے زمانہ کی نبضوں کو پہچانتا ہے۔

حضرت امام بنا کی مجلس کا حال سنو!

''جب واردات وکیفیات باطنہ کا اظہار فرماتے تو کبھی سالکین کو قبض وبسط کی نظافتوں سے بھر دیتے کبھی فانی کر دیتے۔ رھروان راہ وفا کو ناز و یاس سے بچا بچا کر رکھتے۔کوئی مجلس میں نازلے کر جاتا اور فنا ہو کر آتا کوئی یاس لے کر جاتا اور بشارت سن کر آتا۔جب سالکین کو رذائل سے خالی کرنے پر آتے تو ندامت اور شکستگی کا عالم طاری ہو جاتا۔مرید ندامت سے روتے اور مرشد خود سب سے زیادہ گریہ کرتا اور نادم دکھائی دیتا۔جب حسنات اور محبت الٰہی سے بھرے ہوئے آتے تو بشارتیں دیتے، دلجوئی کرتے، دلنوازی فرماتے۔لوگوں کو تشویشات سے بچاتے اور اصل کام میں سرگرم رکھتے۔ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے اللہ عزوجل لوگوں کے قلوب کی حالت امام پر منکشف فرما رہا ہے۔امام وہی فرماتے ہیں جس کو اہل مجلس کا حال تقاضا کرتا ہے۔حاضرین کے قلبی تاثرات کا احساس فرماتے ہوئے لب ولہجہ ایسا اختیار فرماتے کہ لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں''۔

دیکھو اس کو معرفت کہتے ہیں۔اگر تم لوگوں کی قلبی کیفیات سے آگاہ نہ ہوئے تو دعوت کیسے دو گے ان سے دل کی دنیا کیسے بدلو گے۔تحریک اسلامی کے کارکن کے لیے لازم ہے کہ وہ روحانی فیوض کے حصول کے لیے جدوجہد کرے محض دماغی عقلیت اور شرعی فرائض کی ادائیگی کافی نہیں۔تم اللہ والے بن جاؤ اتنا ذکر کرو کہ ملائکہ کے فرائض بارگاہ ایزدی سے تم کو تفویض کیے جانے لگیں پھر دیکھو دعوت جنگل کی آگ کی طرح پھیلے گی۔

فقر (دل کو خواہشات سے پاک کرنا) اور معرفت (حقیقت تک رسائی) ارشاد کے لیے لازم ہے،تم جانتے ہو کہ امام بنا مرشد عام تھے۔تم بھی مرشد ہو (یہ تحریک اسلامی کے کارکن کی تیسری صفت ہے) محض داعی نہیں ہو تم لوگوں کو صرف حقیقی منزل تک بلانے والے نہیں۔ان کو منزل کی طرف گامزن کرنے والے ان کی حفاظت کرنے والے۔ہر کام پر ان کی مدد اور رہنمائی کرنے والے ہو۔تم لوگوں کو کبھی ان کے حال پر نہیں چھوڑ سکتے۔تمہیں ان کو اپنانا ہے۔

امام ربانی نے مرشد کے فرائض یوں بیان فرمائے ہیں۔''قطب ارشاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ عام انسانوں کی ہدایت، استغفار اور اصلاح کا انتظام کرے۔قطب ارشاد تقویت ایمان اور ہدایت، امر بالمعروف اور تسلسل استغفار کا ذمہ دار ہے۔

ابدال کے بارے میں حدیث میں آتا ہے''ان کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ہوں گے اور ان کی برکت سے عام لوگوں کی مشکلات اور تکالیف رفع کی جائیں گی۔یہی ابدال ہیں۔

مرشد وہ ہے جو لوگوں کی مستقل اور مسلسل نگہداشت کی ذمہ داری قبول کرے۔ہر قدم پر ان کی رہنمائی کرے، ان کی تکالیف دور کرے۔ہر قدم پر ہدایت اور امر بالمعروف کا انتظام کرے۔اور لوگوں سے ایسا مسلسل اور مستقل تعلق قائم کرے جو رجوع الی اللہ کا داعی وسیلہ ہے۔یہی ارشاد کی حقیقت ہے اور یہ ایک ایسا ہمہ گیر اور ہمہ جہت تعلق ہے جو زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔

ارشاد کی یہی ہمہ گیریت جہاد کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔تحریک اسلامی کے کارکنان کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ مجاہد ہے۔وہ کفر اور فسق سے کسی درجہ اور کسی مقام پر سمجھوتا نہیں کرتا۔وہ محض لوگوں کی انفرادی اصلاح نہیں کرنا چاہتا۔وہ محض معاشرہ کی اصلاح نہیں چاہتا۔وہ محض ایک نئی حکومت کے قیام کا خواہشمند نہیں۔وہ ہر صالح نفس کو ارشاد کی لڑی میں اس طرح پرونے کی فکر کرتا ہے کہ ایک عظیم الشان جیش اسلامی رزم گاہ حیات کے ہر مورچہ پر منظم ہو کر کفر والحاد وفسق کی طاغوتی طاقتوں پر ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کو جاری رکھے۔اسی کو جہاد کہتے ہیں اور یہی پیہم اور مسلسل جدوجہد تحریک اسلامی ہے۔تم اسی لشکر کے سپاہی، اسی جہاد کے شریک ہو۔تم کفر والحاد سے کسی سمجھوتے کے قائل نہیں۔تم طاغوت کو مکمل طور پر نیست ونابود کرنے کا عزم رکھتے ہو تا کہ روئے زمین پر کوئی ایک شخص بھی ہدایت سے محروم نہ رہ جائے۔

تم جو گر جو تھرائیں سات آسماں
تم بڑھو تو قدم چومیں سیل رواں
تم جو ٹھہرو تو ثابت ہو کوہ گراں
ہم قدم ساتھیوں، ہم عناں دوستو
میری آواز پر تم بھی آواز دو

منزل جہاد منصب ارشاد کا لازمی نتیجہ ہے اور یہ دونوں تحریک اسلامی کے لازمی جزو ہیں لیکن غلبہ اسلام (یعنی زیادہ سے زیادہ

علیہ وسلم کے دو مریدوں حضرت صدیق اکبر اور سیدنا مرتضٰی کی ذاتیں ہیں۔

۲۔ یہ تنظیم ایک ایسا سلسلہ رشد وہدایت قائم کرتی ہے جو بیعت کے سہارے قائم رہتا ہے بیعت اس بات کا اظہار ہے کہ مرشد و مالک کا تعلق ایک ہمہ جہت تعلق ہے۔ مرشد سالک کی ذات میں تصرف اور اس کے حال پر توجہ کے ذریعے اس کی مکمل رہنمائی کا ذمہ لیتا ہے۔ پورے نظام تربیت کو ایسے پاکیزہ نفوس کے اردگرد اور سہارے مربوط کیا جاتا ہے جو ہر قدم پر سالک کی رہنمائی کا فرض ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تنظیم کی ہر سطح پر مرشد عام کے خلفاء ہوتے ہیں یا ان خلفاء کے خلفاء ہوتے ہیں اور کوئی کارکن بھی ایمان اور عمل کے کسی مرحلہ پر اکیلا نہیں چھوڑا جاتا۔

۳۔ مرشد اور سالک کا تعلق قلبی ہوتا ہے دستوری نہیں ہوتا۔ شیخ اور مرید اپنا سب کچھ ایک دوسرے پر نچھاور کرنے کی جستجو میں رہتے ہیں وہ ایک دوسرے کے عاشق بھی ہوتے ہیں اور معشوق بھی ہوتے ہیں۔ شیخ کی خواہش ہوتی ہے کہ سالک کے حال پر ایسی توجہ کرے جس کے نتیجہ میں وہ سرعت کے ساتھ راہ سلوک کے تمام مقامات طے کر کے ایک اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو۔ سالک کے حال سے باخبر رہنا اور اس سے گہری ذاتی وابستگی پیدا کرنا مرشد کی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری پوری نہ ہوگی تو سلسلہ کی کڑیاں بکھر جائیں گی۔ مرشد اپنے اعلیٰ مقام سے گر جائے گا اور سالک کا قلب مصفا نہ ہو سکے گا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں ''شیخ کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ انبیاء کا نائب ہے اور ان معنوں میں کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ شیخ کا فرض ہے کہ وہ تمام بندگان خدا تک اپنی آواز کو پہچانے کی جستجو کرے۔

۴۔ تنظیم کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسے حلقے کی شکل اختیار کرتی ہے جس میں ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا اللہ یار نقش بندی فرماتے ہیں: شیخ کا یہ وصف ہونا چاہیے کہ وہ ہر حلقہ بگوش کو لطائف سے روشناس کرائے لیکن راہ سلوک کے بلند مقامات تک پہنچانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ یہ انفرادی استعداد اور سعی پر منحصر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختمی مرتبت کا ارشاد گرامی ہے: ''لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق گفتگو کرو'' اس کا یہی مطلب ہے۔

لطائف میں قلب، روح، نفس اور ضمیر شامل ہیں۔ قلب کا اصل اور فطری فعل ذکر، روح کا توجہ اور ضمیر کا کشف ہے۔ شیخ ہر حلقہ بگوش کو ان حقائق سے آشنا کرا دیتا ہے۔ ہر حلقہ بگوش کے لیے ذکر، توجہ اور کسی نہ کسی درجہ میں کشف کو ممکن اور سہل بنا دیتا ہے۔ ان حقائق کے ادراک کے بغیر کوئی شخص بھی نفس پرستی یا طاغوت پرستی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اللہ عزوجل نے ہر انسان میں ان حقائق سے آگاہی کی صلاحیت رکھی ہے۔

۵۔ نفس پرستی اور طاغوت پرستی کو ترک کیے بغیر کوئی شخص بھی تحریک اسلامی کا کارکن نہیں بن سکتا۔ چونکہ ہر فرد میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ نفس پرستی اور طاغوت پرستی کو رد کرے لہٰذا دنیا کا ہر آدمی مومن ہو یا کافر تحریک اسلامی کا مخاطب ہے اور تنظیم اسلامی میں سمویا جا سکتا ہے۔ تحریک اسلامی ایک آفاقی (Universal) تحریک اور تنظیم اسلامی ایک عوامی تنظیم انہیں معنوں میں ہے کہ ہر وہ شخص جو اس میں شمولیت کا خواہشمند ہے اس تحریک و تنظیم میں اپنی جگہ بنا سکتا ہے۔ یہی صوفی سلسلوں کی بھی ایک اہم خصوصیت ہے سلسلہ ہائے تصوف کے احیاء اور تنظیم کی ایک بہترین شکل بن سکتی ہے۔ تحریک اسلامی ایک ہمہ گیر اور جامع تحریک ہے وہ بیک وقت قلب کی تطہیر، معاشرہ کی اصلاح اور خلافت راشدہ کے قیام کی جستجو ہے اس کا مخاطب دنیا کا ہر فرد ہے اور وہ کسی محدود علاقہ میں محض کسی زمانی اور مکانی نظام کے قیام کی جستجو نہیں کرتی بلکہ تہذیب اسلامی کے آفاقی (Univelsal) غلبہ کے لیے پیہم جدوجہد اور جہاد کو منظم کرتی ہے تاکہ دنیا کا ہر باشندہ اسلام سے روشناس ہو جائے اور اتمام حجت ممکن ہو۔ یہی صوفیاء کی جدوجہد ہے اور ویسے تو دور حاضر میں اس کی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن ہمارے لیے سب سے اہم مثال حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی ہے کیونکہ برصغیر میں غلبہ اسلام کا کام آپ ہی کی کوششوں کا تسلسل ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ جہاد ۱۸۵۷ء کے امیر تھے۔ انگریز کے غلبہ کے بعد آپ نے دیوبند کی بنیاد رکھی اور کوشش کی کہ دیوبند سے ہزاروں کی تعداد میں ایسے علماء تیار ہو جائیں جو عوام کی روحانی اور سیاسی تربیت کل برصغیر سطح پر کر سکیں جب تک حضرت امداد اللہ اور آپ کے شاگرد رشید ہمارے سردار حضرت شیخ الہند دیوبند سے منسلک رہے وہ ایک مدرسہ بھی تھا، ایک خانقاہ بھی تھا اور ایک مرکز جہاد بھی تھا جہاں سے حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کی مستقل اعانت کی جاتی تھی اور کل ہند تحاریک اسلامی (تحریک ریشمی رومال، تحریک خدام کعبہ، تحریک ہجرت) منظم کی جاتی تھیں۔ جب دیوبند سے حضرت شیخ الہند کو نکال دیا گیا تو وہ نہ خانقاہ رہا نہ مرکز جہاد رہا۔ مولانا مدنی کانگریس اور مولانا اشرف علی تھانوی مسلم لیگ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ بریلوی اور فرنگی محلی علماء اور صوفیاء نے بھی جہاد سے ہاتھ کھینچ لیا اور مسلمانوں پر قوم پرستی غالب آ گئی۔

میں ڈھالنے کی پیہم جستجو کریں۔

حاشیہ: صفحہ ۲۲،۲۴

ا۔ابن سعد طبقات کبیر ج ا۔قبائل کو دعوت کے ضمن میں دیکھئے۔

۲۔تطہیر قلب، اصلاح معاشرہ اور تعمیر ریاست کے کاموں کے تعلق کو اچھی طرح سمجھنا تحریک اسلامی کے کارکن لیے نہایت ضروری ہے۔آج کے دور میں یہ تینوں کام جدا ہوگئے ہیں تطہیر نفس کا کام وہ علماء اور صوفیاء کر رہے ہیں جو تعمیر ریاست کے عمل سے لاتعلق ہیں۔تعمیر ریاست کا کام وہ جماعتیں کر رہی ہیں جن کے پاس بالعموم تطہیر ریاست کا کام محض قتال یا جمہوری عمل ہو کر رہ گیا ہے۔تبلیغ سے تطہیر قلب نامکمل رہ جاتی ہے اور قتال اور انتخابی جدوجہد سے تطہیر ریاست اسلامی کا کام ادھورا رہ جاتا ہے۔ انقلابی جدوجہد دعوت کے ہمہ جہتی (Three dimensional) کام کو اس طرح مربوط کرنے کا کام ہے کہ ریاستی اور معاشرتی سطح کی جدوجہد تطہیر قلب کا ذریعہ بنے اور تطہیر قلوب جہاد کی بنیاد فراہم کرے۔

حاشہ: صفحہ ۲۵،۲۶

ا۔یادرکھو عقلیت دماغی قلب کے ماتحت ہے۔اگر قلب شہوت اور غضب سے مغلوب ہے تو عقلیت دماغی شہوت اور غضب کے فروغ کے طریقوں کی نشاندہی کرے گی۔

عقلیت دماغی کے پاس کوئی ایسا ذریعہ موجود نہیں جس کی مدد سے قلب کو شہوت اور غضب سے پاک کیا جاسکے۔ ۱۷ویں صدی سے لے کر آج تک کی مغربی تہذیب اسی بات کی تصدیق کرتی ہے۔ وہاں عقلیت دماغی کو شہوت اور غضب کے فروغ کا ذریعہ بنایا گیا۔آج کا پس جدیدی (Post-modern) مغربی فلسفہ اس بات کا اعتراف ہے کہ عقلیت دماغی کے سہارے غضب اور شہوت پر قابو پانا ناممکن ہے۔عقلیت دماغی کسی Objective اور Universal اخلاقیات کی نشاندہی یا تعبیر سے قاصر ہے۔غضب سے مغلوب ہو کر عقلیت دماغی کے ذریعے عیسائی اخلاقیات کو رد تو کر دیا گیا ہے لیکن اس کی جگہ کوئی اثباتی اخلاقی نظام آج تک مروج نہ ہوسکا۔

۲۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے اتنی محبت کی اور امت کے لیے اس قدر غم سہے کہ اس کے نتیجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گناہ گار سے گناہ گار ترین مسلمان کے دل میں اس طرح بیٹھ گئی کہ اس کا نکالنا ناممکن ہے۔شیطان رشدی کے قضیہ میں برطانیہ میں Pubs میں جانے والے گناہ گار مسلمان لڑکوں نے تحریک چلا کر اس بات کا بین ثبوت فراہم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گناہ گار مسلمان کے دل میں بھی سمائی ہوئی ہے۔

حاشیہ: صفحہ ۲۷،۲۸

ا۔تفصیل کے دیکھئے مضمون آزادی، مساوات، عدل ماہنامہ ہمقدم لاہور اکتوبر ۱۹۹۴ء۔

۲۔قوم پرست اور اشتراکی کی قلبی کیفیات پر غور کرو اور بتاؤ کہ اشتراکی کے قلب پر کس چیز کا پردہ پڑا ہے؟

۳۔حضرت اورنگزیب عالمگیر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بشارت دی گئی ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین برداروں میں شامل ہوں میرے لیے ہندوستان کی بادشاہت کیا چیز ہے۔امام خمینی فرمایا کرتے تھے جو فقیر نہیں ہے وہ فقیہ کیسے ہوسکتا ہے۔

۴۔آثر حکیم الامت ص ۹۳۔

۵۔حدیث اور امام ابن قیم کا قول میں نے مولانا اللہ یار نقشبندی کی تصنیف۔ دلائل السلوک سے نقل کیا ہے ص ۱۰۶،۱۰۷۔

۶۔عارف کسی حد تک لازماً مجذوب بھی ہوتا ہے ان معنوں میں کہ اس کی بہت سی باتوں کی توجیہہ ناممکن ہوتی ہے۔

حاشیہ: ۲۹،۳۰

ا۔یوسف یحییٰ مکلین Three years with the Imam ج ا ص ۶۷۔

۲۔دلائل السلوک ص ۹۲۔

حاشیہ: صحہ ۳۲

ا۔دلائل السلوک ص ۹۶۔

کہ اس کی تصدیق کی جائے اوراس کے ماہرین کوتسلیم کیا جائے اورصوفیاء نے فرمایا کہ اس علم سے دوصفتوں کے حامل شخص کو کچھ نہیں مل سکتا ایک جو بدعتی ہو اور دوسرا وہ جو متکبر ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو دنیا کو محبوب رکھتا ہے اور خواہشات پر مصر ہو اس کو ہر علم حاصل ہوسکتا ہے یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا اوراس کے منکر پر ادنی عذاب یہ ہے کہ اس کے ذوق سے محروم کر دیا جاتا ہے (احیاء العلوم ج ا ص ۱۶۲)

حاشیہ: صفحہ ۳۴

ا۔ان معنوں میں کہ اس کے پیچھے قوت محرکہ آپ ہی تھے اور آپ کے شاگرد اور مرید علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اس کو عملی جامہ پہنایا۔

۲۔تحریک خلافت کی ناکامی سے دل برداشتہ ہو کر فرنگی علماء اور بریلی علماء بھی کانگریس اور مسلم لیگ کے دام میں اسیر ہو گئے اور مسلم قوم پرستی اور ہندوستانی قوم پرستی کا فکری اور سیاسی مقابلہ ختم ہو گیا۔

۳۔یہی پیغام پاکستان میں کام کرنے والی دوسری اسلامی تحریکوں کے لیے بھی ہے۔

حاشیہ: ۳۳

ا۔لطائف کی مجموعی تعداد کچھ سلسلوں میں پانچ اور کچھ میں چھ بتائی جاتی ہے۔